

رسائل و مسائل

صحابہ کرام کے متعلق عقیدہ اہل سنت

سوال :- میں آپ کی کتاب خلافت و ملوکیت کا بغور مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ آپ کی چند باتیں اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقائد کے بالکل خلاف نظر آرہی ہیں۔ صحابہ کرام میں سے کسی کا بھی عیب بیان کرنا اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہے۔ جو ایسا کرے گا وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہو جائے گا۔ آپ کی عبارتیں جو اس عقیدے کے خلاف ہیں وہ ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

» ایک بزرگ نے اپنے ذاتی مفاد کے لیے دوسرے بزرگ کے ذاتی مفاد سے اپیل کر کے اس

تجزیہ کو جنم دیا۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۵۰)

» اب خلافت علی منہاج النبوت کے بحال ہونے کی آخری صورت یہ باقی رہ گئی تھی کہ حضرت معاویہ یا تو اپنے بعد اس منصب پر کسی شخص کے تقرر کا معاملہ مسلمانوں کے باہمی مشورے پر چھوڑ دیتے یا اگر قطع نزاع کے لیے اپنی زندگی ہی میں جانشینی کا معاملہ طے کر جانا فرضی سمجھتے تو مسلمانوں کے اہل علم و اہل خیر کو جمع کر کے انہیں آزادی کے ساتھ فیصلہ کرنے دیتے کہ ولی عہدی کے لیے امت میں موزوں تر آدمی کون ہے۔ لیکن اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کے لیے غوث و طمع کے فداغ سے بیعت لے کر انہوں نے اس امکان کا بھی خاتمہ کر دیا۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۴۸)

» حضرت عثمان کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا۔ (خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۱۶)

براہ کرم آپ بتائیں کہ صحابہ کرام کے بارے میں آپ اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقیدے کو غلط سمجھتے ہیں یا صحیح؟

جواب۔ قبل اس کے کہ میں آپ کے سوالات کا جواب دوں براہ کرم آپ مجھے یہ بتائیں کہ:

۱۔ آیا آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی صحابی غلطی نہیں کر سکتا؟

۲۔ یا آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صحابی سے غلطی ہو تو سکتی ہے مگر کسی صحابی سے کبھی غلطی کا صدور ہوا نہیں ہے؟

۳۔ یا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ افراد صحابہ سے غلطی کا صدور ممکن بھی تھا، اور صدور ہوا بھی، مگر اس کو

بیان کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ صحابی کی کسی غلطی کو غلطی کہنا جائز ہے؟

ان میں سے جس بات کے بھی آپ قائل ہوں اس کی تصریح فرمادیں تاکہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ آپ خود

بھی اہل سنت والجماعت میں سے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ پہلی بات کے قائل ہیں تو وہ اہل سنت میں سے کسی کا

عقیدہ بھی نہیں ہے۔ اور اگر دوسری بات کے قائل ہیں تو اس کا غلط ہونا ایسے ناقابل انکار واقعات سے

ثابت ہے جو قرآن پاک اور بکثرت احادیث صحیحہ اور اکابر اہل سنت کی نقل کردہ کثیر روایات میں بیان

ہوئے ہیں۔ اور اگر تیسری بات کے قائل ہیں تو وہ بھی قطعی بے بنیاد ہے۔ کیونکہ متعدد مقامات پر خود قرآن

مجید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی بعض غلطیوں کا ذکر فرمایا ہے، اور محدثین نے ان کے مفصل واقعات نقل

کیے ہیں، اور مفسرین میں سے شاید کسی کا بھی آپ نام نہیں لے سکتے جس نے اپنی تفسیر میں ان واقعات کو بیان

نہ کیا ہو۔ رہا اہل سنت کا عقیدہ جس کا آپ ذکر فرما رہے ہیں تو وہ صرف یہ ہے کہ صحابہ پر طعن کرنا اور ان

کی مذمت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس فعل کا ارتکاب خدا کے فضل سے میں نے کبھی اپنی کسی تحریر میں نہیں کیا

ہے۔ مگر تاریخی واقعات کو کسی علمی بحث میں بیان کرنا علمائے اہل سنت کے نزدیک کبھی ناجائز نہیں رہا ہے، نہ علمائے

اہل سنت نے کبھی اس سے اجتناب کیا ہے، اور نہ کسی عالم نے کبھی یہ کہا ہے کہ صحابی سے اگر غلطی ہو تو اسے صحیح قرار

دو، یا اس کو غلطی نہ کہو۔ آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ میں نے جو واقعات بیان کیے ہیں وہ اکابر اہل سنت ہی کی کتابوں

سے ماخوذ ہیں۔ ان کا ان واقعات کو اپنی کتابوں میں نقل کرنا دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اگر انہوں نے صحیح سمجھتے

ہوئے نقل کیا ہے تو آپ کی رائے کے مطابق وہ سب بھی اہل سنت سے خارج ہونے پا رہے ہیں، اور اگر غلط یا

مشتبہ سمجھتے ہوئے انہیں پھیلایا اور آئندہ نسوون تک پہنچایا ہے تو پھر آپ کو کہنا چاہیے کہ وہ کتنی بائس و کذب بات

يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ كَمَا مَسَدَّقَ تَحْتِ -

قربانی کی کھال کا مصرف

سوال: میں قربانی کی کھال کے بارے میں اسلامی احکام معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ بعض علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ قربانی کی کھال کسی محتاج یا مسکین کو دینی چاہیے یا کسی ایسی دینی انجمن یا ادارے کے سپرد کرنی چاہیے جو اسے غریب طلبہ و یتیمیٰ پر خرچ کرے۔ ان علماء کے نزدیک کھال جب بک جائے تو وہ زکوٰۃ کے حکم میں داخل ہو جاتی ہے اور اسے انہی شرائط کے ساتھ انہی مدت میں صرف کیا جاسکتا ہے جو زکوٰۃ کے لیے مقرر ہیں۔ ہر طرح کے فلاح و بہبود اور رفاہی کاموں میں اس رقم کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

یہ اعراض بھی کیا جاتا ہے کہ جو لوگ قربانی کرنے کے بعد بلا امتیاز ہر فرد کو اٹھا کر اپنی قربانی کی کھال دے دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے اور سوچتے کہ اسے کس مصرف میں استعمال کیا جائے گا، ان کی قربانی نہیں ہوتی۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ از روئے حدیث قربانی کرنے والے پر صرف یہ پابندی ہے کہ وہ خود کھال نہ بیچ کھائے بلکہ اسے کسی خیراتی اور خدمتِ خلق کے کام میں کسی دوسرے کے سپرد کر دے۔ اس کے بعد قربانی کرنے والے کی ذمہ داری ختم ہے۔ اور دوسرا شخص بھی اگر کسی کار خیر میں اسے صرف کرے تو وہ بھی بری الذمہ ہے۔ تاہم اس مسئلے کی وضاحت کر کے اگر مطمئن کر دیا جائے تو بہتر ہے تاکہ کسی کے ذہن میں کوئی اشکال پیدا نہ ہونے پائے۔

جواب: راز ملک غلام علی صاحب، جو قربانی حج کے موقع پر ناجی کرتے ہیں اور جو قربانی عید الاضحیٰ کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمان کرتے ہیں، دونوں کی کھال اور گوشت کے احکام شریعت میں یکساں ہیں۔ قربانی کی کھال کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

استمتعوا بجلودھا ولا تبیعوها۔ ان کی کھالوں سے فائدہ اٹھاؤ اور انہیں فروخت نہ کرو۔

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے مجھے حکم دیا:

لا أعطی فی جزارتھا شیئاً منھا

میں قربانی کی اُبرت میں قصائی کو گوشت اور کھال میں سے
کچھ نہ دوں۔

ان احکام کا مدعا جو واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ قربانی کرنے والا قربانی کی کھال یا گوشت کو بیچ کر اس کی قیمت سے خود فائدہ نہ اٹھائے اور نہ کھال اور گوشت کو قصائی کی اُبرت میں دے۔ کھال کو کھال کی شکل میں رکھ کر اور اسے دباغت دے کر قربانی کرنے والا اسے خود اپنے استعمال میں لاسکتا ہے، چاہے تو کسی دوست کو ہدیہ دے سکتا ہے، اور چاہے تو اسے صدقہ کر سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ان ارشادات کا مطلب یہ ہے کہ اگر قربانی کرنے والا کھال کو بیچ کر اس کی قیمت سے ذاتی فائدہ نہ اٹھائے تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ چاہے تو کھال کو بھینسہ اپنے استعمال میں لائے، یا کسی فقیر یا مسکین کے سپرد کر دے یا کسی غنی کو عطیہ یا بلا قیمت تحفہ کی حیثیت سے دے۔ تینوں صورتیں شرعاً جائز ہیں۔ اس میں ائمہ و فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔

یہاں البتہ یہ مزید سوال پیدا ہوتا ہے کہ قربانی دینے والا اگر کھال بیچ دے تو اس کی قیمت کا مصرف کیا ہوگا، نیز قربانی کرنے والا اگر اپنی کھال کسی مستطیع فرد کو بطور ہدیہ دے اور وہ مستطیع اسے فروخت کرے تو وہ اسے کہاں خرچ کرے گا؟ یہ بات تو واضح ہے کہ دونوں صورتوں میں فروخت کنندہ کے لیے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ قیمت فروخت کر اپنے مصرف میں لائے بلکہ اس پر لازم ہوگا کہ وہ اس رقم کو بطور صدقہ دے دے۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ اس صدقے پر صدقہ واجبہ کا اطلاق ہوگا یا صدقہ نافلہ کا۔ اگر اسے زکوٰۃ کی طرح صدقہ واجبہ شمار کیا جاتے تو پھر اس کا مصرف وہی ہوگا جو زکوٰۃ کا ہے اور صدقہ نافلہ قرار دینے جانے کی صورت میں اسے ہر کارِ خیر میں صرف کرنا درست ہوگا اور اس سے فقراء کے علاوہ اغنیاء بھی بعض صورتوں میں مستفید ہو سکیں گے۔

متاخرین فقہائے حنفیہ کے قول کے مطابق چرم یا تے قربانی کی قیمت فروخت کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے۔ میں نے اپنی مذکورہ اس مسئلہ میں بہت غور و تأمل کیا ہے کہ اس احتیاط کا ماخذ کتاب سنت میں کیا ہو سکتا ہے اور حنفی فقہ کی کتابوں میں تلاش کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ شاید اس جزئیے کے حق میں کوئی استدلال مذکور ہو۔ مگر مجھے اب تک ایسی کوئی مضبوط دلیل نہیں مل سکی۔ قربانی اگرچہ حضرات